''پیرومرید'' بہ خطِ اقبال

ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی، صدرِ شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی لاہور

Abstract

The elements of iqbal's spiritual and intellectual attachment to Maulana Rumi are evident in iqbal's persian poetry which have been less manifested in his urdu poetry. This article brings forth written manuscript of iqbal's more impotant poem "peer o murshid" taken from iqbal's personal diary. Written manuscripts are of basic import in research. Besides this affinity and attachment, this loem revolves around its contemporary question and answers. The essayist presented the text of hand written poem by iqbal and paved the way for its comparison and analysis in juxtaposition with the printed poem.

علامہ اقبال کی اردو نظموں میں مولانا رومی کا تشخص ''پیرِ رومی'' کے وجد آفریں لقب سے جڑا ہوا ہے اور خود علامہ اقبال کا تصور ''مریدِ ہندی'' کی پھوار سے عقیدت میں بھیگا ہوا ہے۔ فارسی شاعری میں بالخصوص ''جاوید نامہ'' میں علامہ اقبال کا مولانا رومی سے عقیدت بھرا تعلق عالمی ادب کا اہم موضوع ہے لیکن ان کی اردو نظموں میں بھی مولانا رومی کی ہستی کو علامہ اقبال نے اپنے مرشد، پیر، امامِ عاشقانِ دردمند اور شریک مستی خاصان بدر کے طور پر پیش کرتے ہوئے کئی مقامات پر ان کی دانش برہانی سے فیض پایا ہے اور فیض رسانی کا یہ سلسلہ اردو میں بھی منتقل کر گئے۔ علامہ اقبال نے اپنی اردو شاعری میں مولانا رومی کی نگاہ کو دل کی کشاد کا موجب کہا، سرِ آدم سے آگاہ اور خاک کے ذرے کو مہر و ماہ کی تابندگی عطا کرنے والا قرار دیا، علامہ اقبال کے نزدیک مولانا رومی کے نور سے خاک روشن بصر ہوئی، ان کے خیال میں مشرق مولانا رومی کی گفتار سے زندہ ہے اور ضمیرِ کائنات ان کی ہستی پر روشن ہے۔ اس طور مولانا رومی کی ہستی کو علامہ اقبال اردو شاعری میں اپنے رہبر، مرشد اور محسن کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اپنے زمانے کے فتنوں، آلام اور فکری رستوں پر ان سے رہنمائی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال کے اردو شعری مجموعے ''بال جبریل'' میں ان کی ایک نظم ''پیرومرید'' نہایت اہم نظم ہے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے اپنے استفسارات کو مکالماتی فضاؤں میں اس انداز سے پیش کیا ہے کہ مولانا رومی سے ان کا قلبی رشتہ پیرومرید کی رمز لیے سامنے آتا ہے۔

علامہ اقبال کی اردو نظموں کی ایک اہم تکنیک مکالماتی فضاؤں سے عبارت ہے۔ ان کے اولیں اردو شعری

مجموعے ''بانگِ درا'' کی پہلی نظم کا آغاز ہی تخاطب سے ہوتا ہے۔ بچوں کے لیے لکھی جانے والی اردو نظموں میں کیا پہاڑ، کیا گلہری، کیا گائے اور کیا بکری ہلکے پھلکے مکالمے کی صورت میں قدرت سے وابستہ بھیدوں کا عیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی اردو نظموں میں کہیں کوئی اداس بلبل بیٹھا دکھائی دے جاتا ہے کہ جس کو جگنو کی پر امید بات چیت رستہ دکھاتی ہے۔ مکالماتی اعجاز ان اردو نظموں میں بھی دکھائی دیتا ہے کہ جہاں وہ کسی غیر مرئی وجود سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ کہیں ''شکوہ'' ہے تو کہیں ''جوابِ شکوہ''، کہیں تاروں کی محفل اور چاند سے مکالمہ جاری ہے تو کہیں ستارے اور شبنم محوِ گفتگو ہیں۔ غرض، علامہ اقبال کی اردو نظموں کا جہان بھر پور مکالمے کی طاقت لیے ہمارے سامنے آتا ہے کہ جس کے زور پر علامہ اقبال فطرت، قدرت، دین، وطن، سرمایہ، ملت وغیرہ سے جڑے ہوئے تصورات ابھارتے چلے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال کی اردو نظموں کی مکالماتی فضاء میں استفسار کی گنجائش کم دکھائی دیتی ہے۔ ''بانگِ درا'' کی زیادہ تر نظموں میں مکالماتی فضا مظاہرِ فطرت سے وابستہ ہے۔ علامہ اقبال فطرت کے انہی مظاہر کے مابین مکالمے کی مدد سے کہیں سوز و ساز کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں تو کہیں عملِ پیہم کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی اردو نظموں میں استفہامیہ لب و لہجہ ''خضرِ راہ'' میں کھل کر سامنے آیا کہ جس میں علامہ اقبال نے حضرت خضر سے ساحلِ دریا پر سکوت افزا فضاؤں میں چند سوالات اٹھائے کہ زندگی کا راز کیا ہے، سلطنت کیا چیز ہے، سرمایہ و محنت کا خروش کیا ہے، ایشیاء کا خرقہ دیرینہ کیوں چاک ہو رہا ہے، نوجوان اقوامِ نو دولت کے پیرایہ پوش کیوں ہیں، آج کا مسلمان دینِ مصطفیٰ کی ناموس کیوں بیچ رہا ہے اور ترکمان سخت کوش خاک و خوں میں کیوں غلطاں ہے؟ اس نظم میں علامہ اقبال نے ''جوابِ خضر'' کے عنوان سے صحرا نوردی، زندگی، سلطنت، سرمایہ و محنت اور دنیائے اسلام کے موضوعات پر سوالات کے جوابات فراہم کیے ہیں جو علامہ اقبال کے عہد کے بڑے فکری تصورات تھے۔ حضرت خضر کے بعد اگر وہ کسی ہستی سے استفسار کرتے دکھائی دیتے ہیں تو مولانا رومی ہیں۔ مولانا رومی اور حضرت خضر کے درمیان بہت واضح امتیاز اساطیر اور حقیقت کا ہے۔ علامہ اقبال کا مولانا رومی سے استفسار اساطیری نوعیت کا نہیں ہے۔ ذیل میں مولانا رومی سے علامہ اقبال کے استفسارات پر مبنی اردو نظم ''پیرومرید'' کا خطی نسخہ پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال کی بیاض میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس نظم کا پہلا عنوان ''اربعینِ رومی'' درج ہے کہ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال شاید مولانا رومی کے چالیس اشعار کو اپنے استفسارات کے جواب کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے۔ جب اشعار کی یہ تعداد چالیس سے کم محسوس ہوئی تو اس عنوان کا قلم زد کر کے اس کی جگہ ''پیرومرید'' کا عنوان لکھا گیا اور یہ نظم اسی عنوان کے تحت شائع ہوئی۔ اس خطی نسخے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے کئی مقامات پر کچھ الفاظ کو حذف کیا، کچھ بند شامل کیے جبکہ ایک آدھ بند قلم زد کر دیا۔ صفحات پر وضاحت کے ساتھ کچھ اعداد لکھے ہوئے نظر آرہے ہیں جو اشاعت کی غرض سے ایک طور ہدایت سی معلوم ہوتی ہے کہ کتاب میں اشاعت کے وقت صفحہ کس بند سے شروع ہوگا۔ اس اردو نظم کی ہیئت سوال و جواب کی ہے۔ علامہ اقبال 'مرید ہندی' کے نام سے اردو شعر میں کوئی استفسار کرتے ہیں اور پھر ''پیر رومی'' کے عنوان سے مولانا رومی کے کسی شعر یا اشعار کو جواب

کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی ءمعنوی اور دیوان شمس تبریز کے مسلسل مطالعے کے دوران علامہ اقبال کو اپنے کئی استفسارات کے جواب مولانا رومی ہی سے حاصل ہوئے۔

یہ نظم علامہ اقبال کی بیاض سے حاصل کی گئی ہے اور اس تک رسائی حاصل کرنے میں راقم علامہ اقبال کے پوتے جناب منیب اقبال صاحب کا شکر گزار ہے۔ علامہ اقبال کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ نظم اقبال اور رومی کے چاہنے والوں کے لیے ایک قیمتی تحفے کی حیثیت رکھتی ہے اور متن پر تحقیق کرنے والوں کے لیے بھی بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے کہ اس کی مدد سے مطبوعہ نظم کا تقابلی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس نظم کا تجزیاتی مطالعہ ایک اور مقالے کا متقاضی ہے کہ اس میں علامہ اقبال نے اپنے عہد کے بنیادی سوالات کو اٹھایا اور ان کے جوابات مولانا رومی کے اشعار سے حاصل کیے۔

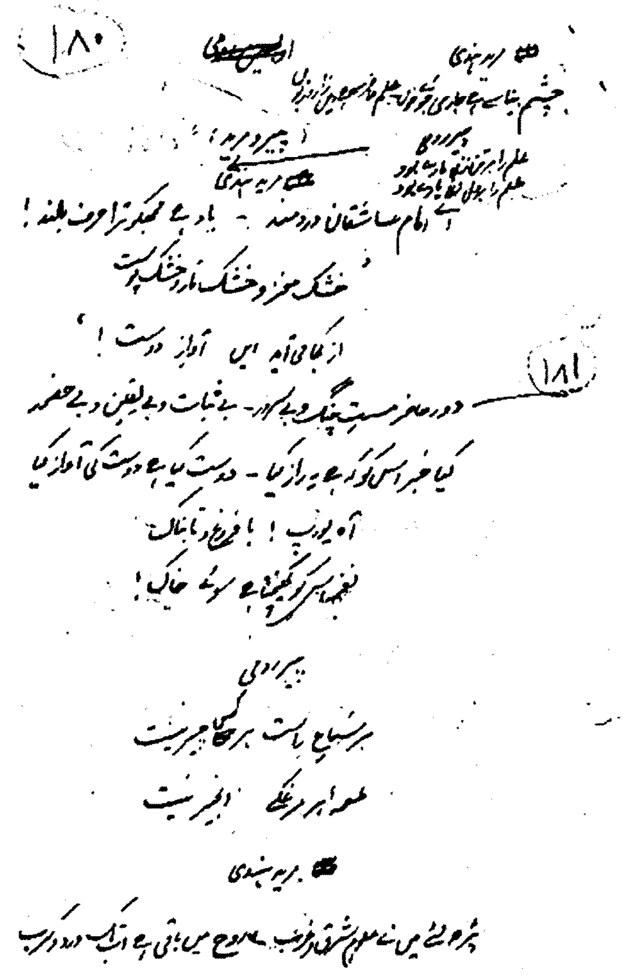
۱۸۰
مرید ہندی
چشم بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں
پیر و مرید
پیر رومی
علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود
مرید ہندی
اے امام عاشقان دردمند - یاد ہے مجھ کو ترا حرف بلند!
خشک مغز و خشک تار و خشک پوست
از کجا می آید ایں آواز دوست!
۱۸۱
دور حاضر مست چنگ و بے سرور - بے ثبات و بے یقین و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا - دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا
آہ یورپ! با فروغ و تابناک
نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک!
پیر رومی
بر سماع راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
مرید ہندی
پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب - روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

پیر رومی

دست ہر نااہل بیمارت کند
سوے مادر آ کہ تیمارت کند

(١٨٢) مرید ہندی

اے نگہ تیری مرے دل کی کشاد ۔ کھول مجھ پر نکتۂ حکمِ جہاد

پیر رومی

نقش حق را ہم بامر حق شکن
بر زجاج دوست سنگ دوست زن

مرید ہندی

ہے نگاہ خاوراں مسحور غرب ۔ حور جنت سے ہے خوشتر حور غرب

پیر رومی

ظاہر نقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو!

مرید ہندی

آہ مکتب کا جوان گرم خوں ۔ ساحر افرنگ کا صید زبوں

پیر رومی

مرغ پر نارستہ چوں پراں شود
طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

(١٨٣)

مرید ہندی

[redacted]

[illegible]

پیر سعدی

ما مسلماں مانند کوراں می زنیم

در جہاں قندیل را بشکنیم!

مرید ہندی

تا کجا آویزشِ دین و وطن — جوہرِ جاں پر مقدم ہے بدن؟

پیر رومی

قلب پہلو می زند با زر بہ شب

انتظارِ روز می دارد ذہب

مرید ہندی

گرچہ بے رونق ہے بازارِ وجود ۔ کون سے سودے میں ہے مردوں کا سود

پیر رومی

زیرکی بفروش و حیرانی بخر
زیرکی ظن است و حیرانی نظر

مرید ہندی

ہم نفس میرے سلاطیں کے ندیم ۔ میں فقیرِ بے کلاہ و بے گلیم

پیر رومی

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی
بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی

۱۸۶

مرید ہندی

اے شریکِ مستیٔ خاصانِ بدر ۔ میں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر

پیر رومی

بال بازاں را سوئے سلطاں برد
بال زاغاں را بگورستاں برد

مرید ہندی

کاروبارِ خسروی یا راہبی؟ - کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی؟

پیر رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ

مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ

مرید ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب و گل؟ - کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیر رومی 187

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند

چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند

مرید ہندی

سرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں - کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

پیر رومی

پس قیامت شو قیامت را ببیں

دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں!

مرید ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی - صید مہر و ماہ کرتی ہے خودی

بے حضور و با فروغ و بے فراغ - اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

۱۸۸

پیر رومی

آنکہ ارزد صید را عشق است و بس

لیکن او کے گنجد اندر دام کس!

مرید ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیر کائنات - کس طرح محکم ہو ملت کی حیات؟

پیر رومی

دانہ باشی مرغکانت برچنند

غنچہ باشی کودکانت برکنند

دانہ پنہاں کن سراپا دام شو

غنچہ پنہاں کن گیاہ بام شو

مرید ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش ' طالب دل باش و در پیکار باش '

(189) سوال جو مرا دل ہے مرے سینے میں ہے - میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیر رومی

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست

دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست !

تو دلِ خود را دلے پنداشتی

جستجوے اہلِ دل بگذاشتی

مرید ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند ! - میں زمیں پر خوار و زار و دردمند !

کارِ دنیا میں رہا جاتا ہوں میں - ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں میں

کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں ؟ - ابلہِ دنیا ہے کیوں دانائے دیں ؟

(190) پیر رومی

آنکہ بر افلاک رفتارش بود

بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود

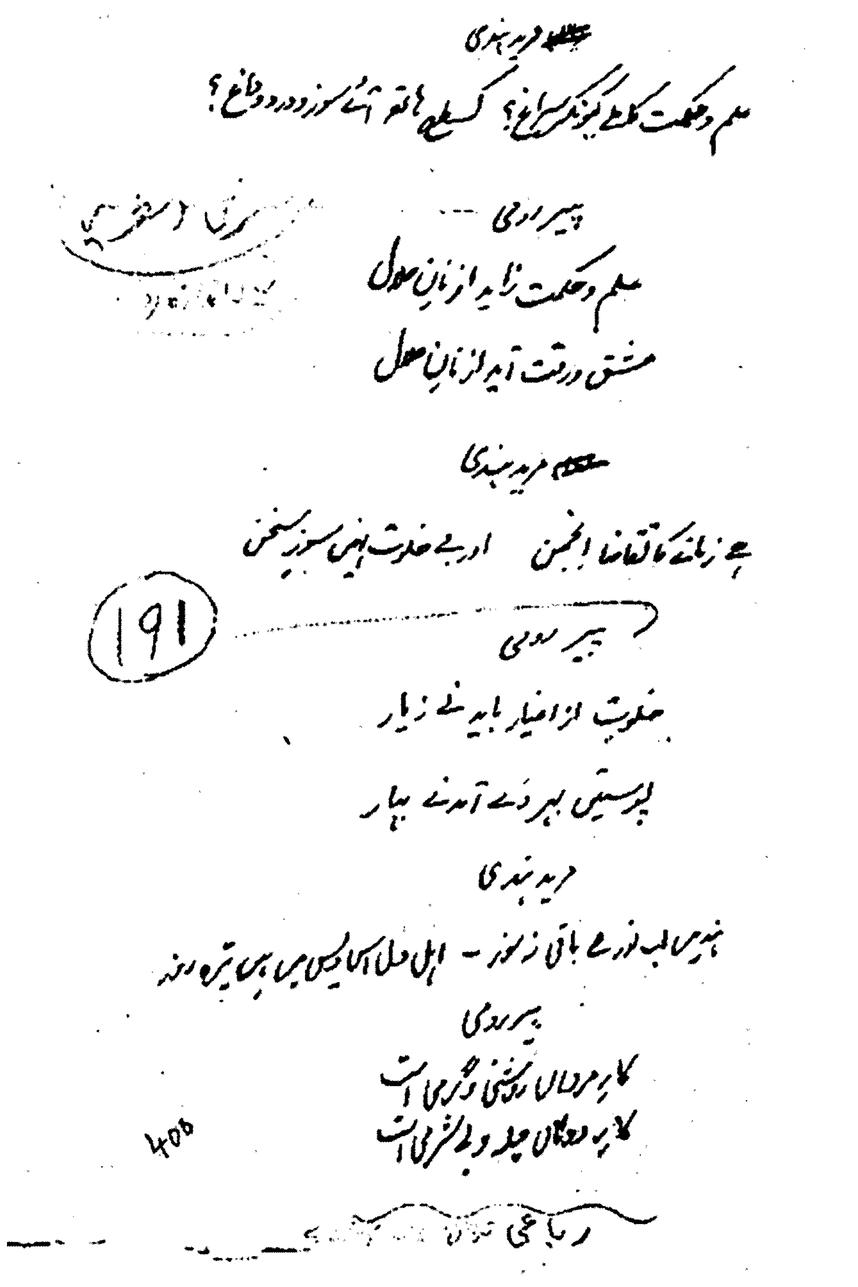

مرید ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سراغ؟ کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیر رومی

علم و حکمت زاید از نانِ حلال

عشق و رقت آید از نانِ حلال

مرید ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن اور بے خلوت نہیں سوزِ سخن

191

پیر رومی

خلوت از اغیار باید نے ز یار

پوستیں بہر دے آمد نے بہار

مرید ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز - اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

پیر رومی

کارِ مرداں روشنی و گرمی است

کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

408

رباعی

(سلجوق یونیورسٹی قونیہ، ترکی میں پیش کیے جانے والے مقالے کا ابتدائیہ)